سیر و سوانح

محمد وسیم اختر مفتی

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

(۷)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت علی کی شہادت

حضرت عائشہ کو حضرت علی کی شہادت کی خبر ملی تو معقر بن اوس کا یہ شعر پڑھا:

فالقت عصاها و استقر بها النوی   کما قر عینًا بالایاب المسافر

''اس عورت نے اپنی لاٹھی ٹیک دی (یعنی سامان سفر رکھ دیا) اور اسے منزل مل گئی جیسے گھر لوٹ آنے سے مسافر کی آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہے۔''

پھر پوچھا: انھیں کس نے شہید کیا؟ بتایا گیا: بنومراد کے ایک شخص (ابن ملجم) نے تو کہا:

فإن يك نائيًا فلقد نعاه   غلام ليس في فيه التراب

''اگر وہ دور تھے تو ان کی وفات کی خبر ایک لڑکا (سفیان بن عبد شمس) لے آیا، افسوس ہے کہ کسی نے اس کے منہ میں خاک نہ بھری۔''

اس پر حضرت زینب بنت ابوسلمہ نے کہا: کیا یہ آپ علی کے بارے میں کہہ رہی ہیں؟ فرمایا: میں سب واقعات بھول گئی ہوں۔ جب میں بھول جایا کروں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔

حضرت علی کی شہادت کے بعد مشہور تابعی عبد اللہ بن شداد حضرت عائشہ سے ملنے آئے۔ حضرت علی کی شہادت

کے وقت وہ کوفہ میں تھے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: مجھے سچ سچ بتاؤ، کن لوگوں نے علی کو شہید کیا؟ انھوں نے بتایا: حضرت علی نے جب حضرت معاویہ سے معاہدہ کر کے فیصلہ دو ثالثوں کے ہاتھ میں دے دیا تو آٹھ ہزار خارجی (دوسری روایت: بارہ ہزار) کوفہ کے مضافات میں حروراکے مقام پر جمع ہو گئے۔ انھوں نے الزام لگایا کہ حضرت علی نے اللہ کی پہنائی ہوئی خلعت خلافت اتار دی ہے اور اللہ کے حکم 'اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰهِ'، ''حکم اللہ کے سوا کسی کا نہیں'' (یوسف ۱۲: ۴۰) کی خلاف ورزی کی ہے۔ ان کا مقدمہ سن کر حضرت علی نے اعلان کر دیا: وہی شخص ان سے ملنے آئے جسے قرآن یاد ہو۔ جب ان کا گھر قاریوں سے بھر گیا تو انھوں نے بڑے مصحف کو سامنے رکھ کر کہا: اے مصحف، لوگوں کو بتا دے۔ لوگ حیران ہوئے کہ اوراق اور سیاہی کیا بتا سکتے ہیں؟ تب انھوں نے سورۂ نساء کی یہ آیت پڑھی: 'وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا'، ''اگر تمھیں میاں اور بیوی کے درمیان بگاڑ کا خدشہ ہو تو ایک منصف مرد کے خاندان میں سے اور ایک ثالث بیوی کے گھر والوں میں سے مقرر کر دو۔ اگر وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان سازگاری پیدا کر دے گا'' (۴: ۳۵)۔ یہ تو دو میاں بیوی کا معاملہ تھا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت ان سے زیادہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لیے اسوہ ہے، آپ نے بھی تو حدیبیہ کا عہد نامہ تحریر کرایا۔ حضرت علی نے حضرت عبداللہ بن عباس کو خارجیوں کے پاس بھیجا۔ تین دن حضرت ابن عباس کے دلائل سننے کے بعد چار ہزار خارجی تائب ہوئے۔ حضرت علی نے باقی خوارج کو پیغام بھیجا کہ خوں ریزی اور راہ زنی سے اجتناب کریں، ورنہ جنگ کے لیے تیار رہیں۔ حضرت عائشہ نے ساری بات سننے کے بعد پوچھا: تب انھوں نے علی کو قتل کر دیا؟ پھر سوال کیا: کیا تم نے پستان والے شخص کو دیکھا؟ عبداللہ بن شداد نے کہا: میں حضرت علی کی معیت میں گیا اور اسے مقتولوں میں پڑا پایا۔ حضرت عائشہ نے پوچھا: تب علی نے کیا کہا؟ انھوں نے کہا: 'صدق اللّٰه و صدق رسوله' حضرت عائشہ نے پھر سوال کیا: تم نے ان سے 'صدق اللّٰه و صدق رسوله' کے علاوہ کوئی کلمہ سنا؟ عبداللہ بن شداد نے کہا: نہیں۔ حضرت عائشہ نے کہا: اللہ علی پر رحم کرے، انھیں کوئی چیز بھاتی تو یہی کلمہ کہتے۔

خوارج کا فتنہ برپا ہونے سے پہلے حضرت علی فرمان رسول سنایا کرتے تھے کہ ایک گروہ دین سے اس طرح خارج ہو جائے گا، جس طرح تیر کمان سے نکلتا ہے۔ اس گروہ میں ایک ایسا شخص شامل ہوگا جس کا ہاتھ پیدایشی طور پر ناقص ہوگا۔ جنگ نہروان کے اختتام پر حضرت علی نے خوارج کی لاشوں میں سے اس نشانی کے حامل شخص کی خود تلاش کی، جوروان کے کنارے پچاس لاشوں میں پھنسی ہوئی اس کی نعش پڑی تھی۔ بازو کی جگہ گوشت کا ایک لوتھڑا

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

لٹک رہا تھا جو عورت کی چھاتی سے مماثلت رکھتا تھا، پستان پر چند بال بھی تھے۔ اسے پکڑ کر کھینچا گیا تو دوسرے بازو جتنا لمبا ہو گیا اور چھوڑنے پر کندھے سے چپک گیا۔ حضرت علی نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور کہا: میں نے جھوٹ کہا، نہ مجھے بتانے والے نبی کی بات جھوٹ تھی۔ مسروق کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عائشہ نے حکم دیا کہ ان لوگوں کی گواہیاں اکٹھی کروں جنھوں نے پستان والے شخص کو دیکھا تھا۔ میں کوفہ میں کئی ہفتے رہا، ہر ہفتے دسیوں لوگوں نے اسے دیکھنے کی شہادت دی۔ حضرت عائشہ کو معلوم ہوا تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے اور فرمایا: اللہ علی پر رحم کرے، وہ حق پر تھے (دلائل النبوۃ ۶/ ۴۳۵)۔

عہد معاویہ

۳۸ھ: حضرت معاویہ نے مصر کے باغی سردار عمرو بن خدیج سے خط و کتابت کر کے حضرت عمرو بن عاص کی قیادت میں چھ ہزار کا لشکر مصر بھیجا۔ حضرت علی کے مقرر کردہ مصر کے گورنر محمد بن ابوبکر نے مقابلے کے لیے دو ہزار کی فوج جمع کر کے کنانہ بن بشر کو بھیجا۔ حضرت علی نے بھی حضرت مالک بن کعب کی سالاری میں دو ہزار کی کمک بھیجی۔ حضرت عمرو بن عاص نے ایک ایک کر کے دستے بھیجے، لیکن کنانہ نے ان کو پسپا کر دیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت عمرو نے معاویہ بن خدیج سے مدد طلب کی۔ دونوں نے مل کر کنانہ کا گھیراؤ کر لیا، کنانہ گھوڑے سے اترے اور تلوار چلاتے چلاتے شہید ہو گئے۔ کنانہ کی شکست دیکھ کر محمد بن ابوبکر کے بقیہ سپاہی بھی ان کا ساتھ چھوڑ گئے۔ خود کو تنہا پا کر وہ بھاگ کر ویرانے میں پہنچے اور جبلہ بن مسروق کے مکان میں پناہ لی۔ حملہ آور فوجیوں نے انھیں تلاش کر لیا۔ وہ بھوکے پیاسے تھے، انھیں قتل کر کے نعش مردہ گھوڑے کی کھال میں بھر کر جلا دی اور کہا: اس نے حضرت عثمان کو اسی طرح روزے کی حالت میں پانی بند کر کے شہید کیا تھا۔ حضرت عائشہ کو اپنے بھائی کے قتل کا بہت رنج ہوا۔ انھوں نے ہر نماز کے بعد دعائے قنوت پڑھنا شروع کی جس میں حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص کے لیے بددعا مانگتیں۔ محمد کے بیٹے قاسم کو انھوں نے اپنی پرورش میں لے لیا۔ چنانچہ وہ فقہاے سبعہ میں سے ایک بڑے فقیہ کی شکل میں امت کے سامنے آئے۔

۴۹ھ: حضرت حسن کو کئی بار زہر دیا گیا، لیکن بچ جاتے۔ کہا جاتا ہے کہ آخری بار انھیں ان کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے حضرت معاویہ کے کہنے پر زہر دیا۔ اہل تاریخ کا کہنا ہے کہ حضرت معاویہ کو زہر خورانی کی کوئی ضرورت نہ تھی، حضرت حسن کی طرف سے ایسی کوئی بات نہ ہوئی تھی جس سے حضرت معاویہ کو خطرہ ہوتا۔ سیدنا حسن نے

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت حسین کو وصیت کی کہ میری قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنائی جائے اور اگر فتنے کا اندیشہ ہو تو عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفنا دیا جائے۔ اپنے مرض الموت میں انھوں نے سیدہ عائشہ سے اس کی اجازت بھی لے لی تھی، لیکن گورنر مدینہ مروان نے ایسا نہ کرنے دیا۔ حضرت حسین بہت برافروختہ ہوئے، لیکن حضرت ابوہریرہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت جابر اور حضرت عبداللہ بن عمر نے انھیں تلقین کی کہ اس بات پر جھگڑا نہ کیا جائے۔ آخر کار جنت البقیع میں سیدہ فاطمہ اور حضرت حسن کے بیٹوں کی قبروں کے درمیان ان کی تدفین ہوئی۔

۵۱ھ: حضرت معاویہ کے مقررہ گورنر کوفہ زیاد بن ابوسفیان نے حضرت حجر بن عدی کے خلاف ستر شہادتیں جمع کیں اور بغاوت کے الزام میں حضرت معاویہ کے پاس بھیجا۔ ان کے خلاف گواہی دینے والوں میں ابن سیرین اور چند تابعین شامل تھے۔ گواہوں میں حضرت حسن کا نام بھی لیا جاتا ہے، لیکن وہ اس وقت زندہ ہی نہ تھے۔ حضرت معاویہ نے انھیں قتل کرنے کا حکم جاری کیا تو حضرت حجر نے پہلے دو رکعت نفل ادا کیے۔ حضرت عائشہ کو معلوم ہوا تو عبدالرحمٰن بن حارث کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ حضرت حجر کو چھوڑ دیا جائے، لیکن تب تک ان کی گردن اڑائی جا چکی تھی۔ بعد میں حضرت معاویہ حضرت عائشہ سے ملنے گئے تو انھوں نے اس فعل پر ملامت کی۔ حضرت معاویہ نے جواب دیا کہ ان کے خلاف گواہی دینے والے ان کے قتل کے ذمہ دار ہیں، اگر وہ بچ جاتے تو امت میں فساد پھیل جاتا۔ حج کے موقع پر حضرت عائشہ نے ان سے کہا: آپ کی بردباری کہاں گئی؟ جواب دیا: جیسے آپ میری قوم میں سے نکل گئی ہیں۔

زمانۂ جاہلیت میں حضرت عائشہ کے سگے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر مال تجارت لے کر شام گئے تو ایک عورت لیلیٰ بنت جودی کو دیکھا جو پشم والے قالین پر باندیوں اور غلاموں کے جھرمٹ میں بیٹھی تھی۔ وہ انھیں بھا گئی اور اس کی یاد میں شعر کہہ ڈالے۔ عہد فاروقی میں جب ایک لشکر شام گیا تو حضرت عمر نے امیر لشکر سے کہا: اگر لیلیٰ بنت جودی قید میں آئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر کے حوالے کر دی جائے۔ حسن اتفاق سے ایسا ہی ہوا۔ حضرت عبدالرحمٰن اسے اپنی بیویوں پر ترجیح دینے لگے۔ انھوں نے حضرت عائشہ سے شکایت کی تو انھوں نے حضرت عبدالرحمٰن کو ڈانٹا۔ انھوں نے کہا: مجھے لگتا ہے کہ میں اس کے دانتوں سے انار کے دانے چوستا ہوں۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اسے ایسی بیماری آن لگی کہ اس کا منہ لٹک گیا۔ اب حضرت عبدالرحمٰن اس سے بے اعتنائی برتنے لگے۔ اس نے حضرت عائشہ سے شکایت کی تو انھوں نے کہا: عبدالرحمٰن، تو نے لیلیٰ سے محبت کی تو حد سے گزر گیا اور اب اس کی ناپسندیدگی میں بھی تجاوز کرنے لگا ہے۔ اس سے انصاف کر یا اسے اس کے گھر والوں کے پاس بھیج دے۔

۵۵ھ: حضرت معاویہ مدینہ گئے تو حضرت عائشہ سے ملنے گئے۔ انھوں نے کہا: آپ حسین کو یزید کی بیعت

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

کرنے پر مجبور کر رہے ہیں اور انھیں قتل کی دھمکی دی ہے۔ حضرت معاویہ نے کہا: ام المومنین، وہ مجھے محبوب ہیں، لیکن میں سب لوگوں سے یزید کے حق میں بیعت لے چکا ہوں۔ آپ چاہتی ہیں کہ میں بیعت مکمل نہ ہونے دوں؟ حضرت عائشہ نے کہا: آپ ان سے نرم برتاؤ کریں، وہ آپ کا منشا پورا کر دیں گے۔

۵۵ھ: میں حضرت سعد بن ابی وقاص نے وفات پائی۔ گورنر مدینہ مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ سیدہ عائشہ نے حکم دیا: سعد کے جنازہ کو مسجد نبوی میں سے گزارا جائے تاکہ وہ ان کی نماز جنازہ ادا کر سکیں۔ لوگوں نے اعتراض کیا تو انھوں نے جواب دیا: لوگ کتنی جلد باتیں بھول جاتے ہیں، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضا (والدہ کا نام، والد: دعد) اور ان کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں ادا نہ فرمائی تھی؟ (مسلم، رقم ۲۲۱۲۔ ابوداؤد، رقم ۳۱۸۹)۔ چنانچہ میت ازواج مطہرات کے حجروں کے آگے رکھی گئی اور انھوں نے الگ نماز جنازہ ادا کی۔

۵۸ھ: حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر کی وفات مکہ سے چھ میل دور حبشی کے مقام پر ہوئی۔ ان کا جنازہ بالائی مکہ لایا گیا، جہاں ان کی تدفین ہوئی۔ حضرت عائشہ مکہ گئیں تو ان کی قبر پر پہنچیں اور کہا: اگر میں پاس ہوتی تو مقام مرگ سے منتقل نہ کرتی (ترمذی، رقم ۱۰۵۵)۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حضرت عائشہ بطور زوجۂ رسول

(شادی کے وقت) حضرت عائشہ بہت دبلی تھیں، ان کی والدہ نے بہت جتن کیے کہ ذرا موٹی ہو جائیں۔ اور کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو انھوں نے تازہ کھجور اور ککڑی کھلانا شروع کی جس سے حضرت عائشہ کا جسم بھر گیا (ابوداؤد، رقم ۳۹۰۳)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا: مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ کب تم غصہ کرتی ہو اور کب خوشی سے بولتی ہو، پوچھا: کیسے؟ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ فرمایا: جب راضی ہو تو اس طرح قسم کھاتی ہو، محمد کے رب کی قسم اور جب غصہ میں آتی ہو تو کہتی ہو، نہیں ابراہیم کے رب کی قسم۔ حضرت عائشہ نے کہا: آپ نے سچ فرمایا، یا رسول اللہ، تب میں آپ کا نام نہیں لیتی (بخاری، رقم ۵۲۲۸۔ مسلم، رقم ۶۳۶۶)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان باتوں میں اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے جن کے بارے میں شریعت اسلامی نے کوئی حکم نہیں دیا۔ اہل کتاب سر کے بالوں کو (پیشانی پر) لٹکا کر رکھتے تھے، جب کہ مشرکین مانگ نکالتے تھے۔ آپ بھی ایک عرصہ تک بالوں کو لٹکاتے رہے، پھر مانگ نکالنا شروع کر دی (بخاری، رقم ۳۵۵۸۔ ابوداؤد، رقم

۴۱۸۸)۔سیدہ عائشہ فرماتی ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کی مانگ نکالتی، سر کے پچھلے حصے سے شروع کرتی اور آنکھوں کے درمیان پیشانی تک لے آتی (ابوداؤد، رقم ۴۱۸۹)۔

اہل ایمان عام طور پر اپنے تحائف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس روز پیش کرتے، جب آپ سیدہ عائشہ کے ہاں ہوتے۔ باقی ازواج ام سلمہ کے پاس جمع ہوئیں اور آپ کی خدمت میں درخواست کرنے کو کہا کہ لوگوں کو ہدایت کریں کہ آپ جہاں بھی ہوں، ہدیے دے دیا کریں۔ ام سلمہ نے یہ بات عرض کی تو آپ نے جواب نہ دیا۔ اپنی ساتھی ازواج کے اصرار پر انھوں نے دوسری بار کہا تو بھی آپ خاموش رہے۔ تیسری دفعہ یہی بات کہی تو فرمایا: مجھے عائشہ کے باب میں ایذا نہ پہنچاؤ، واللہ! اس کے علاوہ کسی زوجہ کے لحاف میں ہوتے ہوئے مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔ ام سلمہ نے اسی وقت توبہ واستغفار کی۔ ازواج مطہرات نے اب سیدہ فاطمہ کو بھیجا۔ انھوں نے کہا: آپ کی بیویاں بنت ابوبکر کے معاملے میں عدل چاہتی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری بچی، کیا تم وہ عمل پسند نہیں کرتی جو میں کرتا ہوں؟ انھوں نے جواب دیا: کیوں نہیں۔ امہات المومنین نے تیسری بار حضرت زینب بنت جحش کو بھیجا۔ وہ آپ سے اونچی آواز میں بولیں تو حضرت عائشہ نے سن لیا اور ان کو برا بھلا کہا۔ آپ نے فرمایا: یہ ابوبکر کی بیٹی ہے (بخاری، رقم ۲۵۸۱۔ مسلم، رقم ۶۲۹۱۔ ترمذی، رقم ۳۸۷۹۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۶۵۱۲)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ایک انصاریہ حضرت عائشہ سے ملنے آئیں تو دیکھا کہ ایک چوغہ دہرا کر کے بستر کی جگہ رکھا ہوا ہے۔ انھوں نے فوراً اون کا ایک گدا بھجوا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو پوچھا: عائشہ، یہ کیا؟ بتایا کہ فلاں انصاریہ نے بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا: واپس بھیج دو، لوٹا دو۔ اگر میں چاہتا تو اللہ سونے اور چاندی کے پہاڑ میرے ساتھ رواں کر دیتا (دلائل النبوۃ، بیہقی ۱/۳۴۵)۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے جو ایک جگہ اکٹھی تھیں، آپ سے سوال کیا کہ ہم میں سے کون سب سے پہلے آپ سے آ ملے گی؟ فرمایا: جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہوں گے۔ آپ کا مطلب تھا، جو سب سے زیادہ صدقہ وخیرات کرنے والی ہوگی، لیکن ازواج مطہرات نے پیمانے سے اپنے اپنے ہاتھوں کی پیمایش کر ڈالی۔ حضرت سودہ کے ہاتھ سب سے لمبے نکلے۔ حضرت زینب بنت جحش کا انتقال ہوا تو انھیں آپ کا فرمان سمجھ آیا۔ حضرت زینب کھلے دل سے انفاق کیا کرتی تھیں (بخاری، رقم ۱۴۲۰۔ مسلم، رقم ۶۳۹۸۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۸۹۹)۔

حضرت زینب بنت جحش خوب صورتی میں حضرت عائشہ کی ہم مثل تھیں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے ان

سے زیادہ متقی، راست گو اور امانت دار خاتون نہیں دیکھی۔

ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا: کیا آپ مجھے عائشہ کی طرف سے معذرت نہیں دلا دیتے؟ حضرت ابوبکر نے حضرت عائشہ کے سینے پر زور سے مارا تو آپ نے فرمایا: اللہ آپ پر رحم کرے، میں یہ نہیں چاہتا تھا۔

حضرت عائشہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آنے کے بعد سب سے پہلے کیا کام کرتے تھے؟ بتایا: مسواک کرتے تھے (ابوداؤد، رقم ۵۱)۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سوتی تھی۔ میرے پاؤں اس جگہ ہوتے تھے جہاں آپ کا قبلہ ہوتا، (یعنی سجدے کرنے کی جگہ ہوتی)۔ آپ سجدہ کرتے ہوئے مجھے چھوتے تو میں ٹانگیں اکٹھی کر لیتی، جب قیام کرتے تو میں انھیں پھیلا لیتی۔ تب گھروں میں چراغ نہ ہوا کرتے تھے (بخاری، رقم ۳۸۲۔ مسلم، رقم ۱۰۸۱۔ ابوداؤد، رقم ۷۱۱)۔ آپ وتر پڑھنے لگتے تو مجھے جگا دیتے اور میں بھی وتر ادا کرتی (بخاری، رقم ۵۱۲۔ مسلم، رقم ۱۰۷۶۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۲۳۶)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

دوسری روایت کے مطابق حضرت عائشہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخت کے درمیان میں نماز تہجد ادا کرتے تھے، میں قبلہ کی طرف آپ کے سامنے پڑی ہوتی تھی۔ رفع حاجت کی ضرورت ہوتی تو کھڑا ہو کر آپ کے سامنے آنا برا معلوم ہوتا، اس لیے میں کھسک کر اتر جاتی (بخاری، رقم ۶۲۷۶)۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: آخر شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد ادا کر لیتے تو میری طرف دیکھتے۔ میں جاگ رہی ہوتی تو باتیں کرتے، اگر سوئی ہوئی ہوتی تو بیدار کر دیتے۔ آپ دو مزید رکعتیں ادا کر کے لیٹ جاتے۔ مؤذن آ کر نماز فجر کی خبر دیتا تو دو ہلکی رکعتیں پڑھ کر فرض پڑھانے نکل جاتے (ابوداؤد، رقم ۱۲۶۲)۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: ہمارے کمرے کا دروازہ قبلہ کی طرف تھا۔ ایک بار میں باہر سے آئی اور دروازہ کھولنے کو کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ چل کر آئے، دروازہ کھولا اور پھر جا نماز پر کھڑے ہو گئے (ابوداؤد، رقم ۹۲۲۔ ترمذی، رقم ۶۰۱)۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں ایام سے ہوتی تھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں سر رکھ کر قرآن پاک کی تلاوت کرتے (بخاری، رقم ۲۹۷۔ ابوداؤد، رقم ۲۶۰)۔ میں حائضہ ہوتی اور آپ کے پہلو میں لیٹی ہوتی۔ آپ اس حالت میں تہجد ادا کرتے کہ میری چادر کا کچھ حصہ آپ پر اور کچھ میرے اوپر ہوتا (ابوداؤد، رقم ۳۷۰)۔ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی چادر اوڑھ کر سوتے۔ آپ کے کپڑوں پر کوئی داغ لگ جاتا تو آپ کپڑے کا اتنا

حصہ ہی دھو کر پہن لیتے (ابوداؤد، رقم ۲۱۶۶)۔ دوران ایام میں میں ہڈی چوس کر آپ کو دیتی اور آپ اسی جگہ پر دہن مبارک رکھ دیتے جہاں میں نے رکھا تھا۔ میں پانی پی کر برتن آپ کو دیتی اور آپ اسی جگہ منہ لگا لیتے جہاں سے میں نے پیا تھا (ابوداؤد، رقم ۲۵۹)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے، آپ نے سر مبارک حضرت عائشہ کے حجرے کے اندر کیا اور انھوں نے حالت حیض ہی میں آپ کی کنگھی کی (بخاری، رقم ۲۹۶۔ ابوداؤد، رقم ۲۴۶۷۔ ترمذی، رقم ۸۰۴)۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے جانماز پکڑانے کو کہا: میں نے کہا: میں حیض سے ہوں، فرمایا: حیض تمھارے ہاتھ میں نہیں (ترمذی، رقم ۱۳۴)۔

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پاس نہ پایا تو سمجھی کہ وہ اپنی کسی دوسری زوجہ کے ہاں چلے گئے ہیں۔ میں ڈھونڈ کر آئی تو دیکھا کہ آپ رکوع کر رہے ہیں یا سجدے میں پڑے ہیں اور ان کلمات کا ورد کر رہے ہیں: 'سبحانك و بحمدك لا إله إلا أنت' (اے اللہ، میں تیری پاکی تیری حمد کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں)۔ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! میں کس خیال میں تھی اور آپ کس کام میں مصروف ہیں (مسلم، رقم ۱۰۲۳)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے حجرے سے نکلے تو وہ شک میں مبتلا ہو گئیں۔ آپ لوٹے تو پوچھا: کیا تمھیں رقابت محسوس ہونے لگی تھی؟ کہا: میری طرح کی نوعمر بیوی اپنے خاوند پر شک ہی تو کرے گی۔ آپ نے فرمایا: اچھا تو تمھارا شیطان آ گیا ہو گا۔ حضرت عائشہ نے پوچھا: تو کیا ایک شیطان میرے ساتھ لگا ہے؟ فرمایا: ہاں، پوچھا: گویا ہر انسان کا الگ شیطان ہوا؟ جواب ارشاد ہوا: ہاں۔ حضرت عائشہ نے پوچھا: تو کیا آپ کا بھی شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا: بالکل، لیکن میرے رب نے میری مدد کی تو وہ مسلمان ہو گیا (مسلم، رقم ۷۲۱۲)۔

ایک شب آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے ہاں استراحت فرما رہے تھے۔ یک دم آپ اٹھے، چادر اور نعلین پاس رکھ لیں۔ حضرت عائشہ کے سونے کا گمان ہوا تو چپکے سے چادر اوڑھی، جوتے پہنے اور ہولے سے دروازہ کھول کر بند کیا۔ حضرت عائشہ ابھی بیدار تھیں، انھوں نے بھی ایک چادر سر پر اوڑھی، گھونگٹ مارا، ایک چادر گرد لپیٹی اور آپ کے پیچھے چل پڑیں۔ آپ جنت البقیع پہنچ کر دیر تک کھڑے رہے، تین بار (دعا کے لیے) ہاتھ اٹھائے، پھر واپسی کا رخ کیا۔ آپ تیز چلے تو حضرت عائشہ بھی تیز چلیں، آپ دوڑے تو وہ بھی دوڑیں۔ حضرت عائشہ نے گھر پہنچنے میں سبقت کی۔ وہ لیٹ چکی تھیں، جب آپ حجرے میں داخل ہوئے۔ حضرت عائشہ کی کیفیت دیکھ کر پوچھا: کیا بات ہے، تمھارا سانس اور پیٹ کیوں پھولا ہوا ہے؟ انھوں نے کہا: کچھ نہیں، تو فرمایا: مجھے اللہ،

باریک بین وخبیر خبر کر دے گا۔تب حضرت عائشہ نے ساری بات کھول دی۔فرمایا: میں نے اپنے آگے ایک ہیولا سا دیکھا، وہ تم تھیں۔انھوں نے ہاں کہا،تو آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا جس سے ان کو درد ہوا۔پھر فرمایا: تم سمجھتی تھی کہ اللہ و رسول تمھارا حق ماریں گے؟ یعنی تمھاری باری کسی اور زوجہ کو دے دیں گے۔مجھے جبریل علیہ السلام بلانے آئے تھے، انھوں نے تمھیں مخاطب نہیں کیا، کیونکہ تم زائد کپڑے اتار چکی تھی۔میں نے بھی تمھیں سوتا خیال کیا۔ تمھارے لیے بھی رب کا حکم ہے کہ اہل بقیع کے پاس جا کر ان کے لیے دعاے مغفرت کرو۔حضرت عائشہ نے پوچھا: میں کیا دعا کروں؟ آپ نے فرمایا: کہنا:'السلام علی أهل الديار من المؤمنين والمسلمين ويرحم الله المستقدمين منا والمستأخرين وأنا إن شاء الله بكم للاحقون'،''مومنوں اور مسلمانوں سے آباد دیار خموشاں کے رہنے والو،تم پر سلامتی ہو۔اللہ ہم میں سے پہلے رخصت ہو جانے والوں اور بعد میں جانے والوں پر رحم کرے۔ہم بھی جب اللہ نے چاہا،تم سے آن ملیں گے''(مسلم، رقم ۲۲۱۶۔ترمذی، رقم ۷۳۹)۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ازواج کی باری مقرر کرنے میں کسی کو ترجیح نہ دیتے تھے۔ کم ہی کوئی ایسا دن ہوتا کہ آپ تمام ازواج کے پاس نہ جاتے، لیکن قربت اسی اہلیہ کی اختیار کرتے جس کے پاس رات بسر کرنا ہوتی۔سن رسیدہ ہونے کے بعد،آپ کی مفارقت سے بچنے کے لیے سودہ نے کہا: یا رسول اللہ، میری باری عائشہ کو دے دیجیے(ابوداؤد، رقم ۲۱۳۵)۔حضرت عائشہ مزید بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شب باشی اپنی ازواج میں تقسیم کرتے تھے اور اس میں عدل سے کام لیتے تھے۔آپ فرماتے تھے: اے اللہ، میری یہ تقسیم اس امر میں ہے جو میرے دائرۂ اختیار میں ہے۔محبت و میلان میں مجھے ملامت نہ کرنا جو تیرے اختیار میں ہے اور میرے بس سے باہر ہے(ترمذی، رقم ۱۱۴۰)۔

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے۔فجر کی نماز پڑھا کر آپ اپنی جاے اعتکاف(عارضی خیمے) میں تشریف لے جاتے۔(ایک سال) میں نے بھی اعتکاف کرنے کی اجازت لی اور آپ کے اذن سے ایک خیمہ میرے لیے بھی لگا دیا گیا۔حضرت حفصہ اور حضرت زینب نے سنا تو انھوں نے بھی خیمے گاڑ لیے۔فجر کے بعد آپ تشریف لائے اور چار خیمے لگے دیکھے۔(مسجد تنگ ہونے لگی تھی) فرمایا: یہ کیا؟ کیا ان کی نیت ثواب کی ہے؟ پھر آپ نے خیمے اکھاڑنے کا حکم دیا اور اس برس اعتکاف رمضان ترک کیا۔عیدالفطر کے بعد شوال کا پہلا عشرہ آپ نے قضاے اعتکاف کے لیے مختص کیا(بخاری، رقم ۲۰۴۱۔مسلم، رقم ۲۷۵۵۔ابوداؤد، رقم ۲۴۶۴)۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مجھ پر رمضان کے جو روزے قضا ہوئے، ان کو اگلے برس شعبان ہی میں ادا کیا کرتی تھی، کیونکہ آپ کی خدمت میں مشغول رہتی تھی (مسلم، رقم ۲۶۵۷۔ ابوداؤد، رقم ۲۳۹۹۔ ترمذی، رقم ۷۸۳)۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: ایک سفر میں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوڑ لگائی اور آگے نکل گئی۔ کچھ عرصہ بعد مجھ پر فربہی آ گئی، ہم نے دوبارہ دوڑ لگائی تو آپ کو سبقت مل گئی۔ فرمایا: یہ تمھاری گذشتہ جیت کا بدلہ ہے (ابوداؤد، رقم ۲۵۷۸)۔

ایک بار حضرت ابوبکر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئے تو حضرت عائشہ کو بلند آواز میں بولتے سنا۔ وہ حجرے میں داخل ہوئے اور اپنی بیٹی کو یہ کہہ کر مارنے کے لیے لپکے کہ میں نے تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونچی آواز میں بولتے کیوں دیکھا ہے؟ آپ نے انھیں روک لیا تو وہ غصے کی حالت ہی میں چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد فرمایا: دیکھا میں نے تمھیں کیسے بچا لیا؟ کچھ دن گزرے تھے کہ حضرت ابوبکر پھر آئے تو دیکھا کہ دونوں صلح صفائی سے بیٹھے ہیں۔ کہا: تم نے مجھے اب حالت صلح میں، پہلے حالت جنگ میں اپنے گھر میں داخل کیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، یہی بات ہے، ہاں ہم نے ایسا ہی کیا ہے (ابوداؤد، رقم ۴۴۹۹)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے ایک صحابی کو بلانے کا حکم دیا۔ میں نے ابوبکر، عمر اور علی کے نام لیے تو فرمایا: نہیں۔ عثمان کا نام لیا تو فرمایا: ہاں۔ وہ آئے تو آپ نے مجھے پرے ہٹنے کو کہا اور ان سے سرگوشی میں کوئی ایسی بات کی کہ ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ پھر جب حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تو انھوں نے اپنی خاطر قتال کرنے سے منع کر دیا اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تب) مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا اور میں نے اس کے مطابق صبر کرنے کا فیصلہ کیا ہے (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۲۵۳۔ دلائل النبوۃ ۶/ ۳۹۱)

حضرت عائشہ کے ذہن میں دوزخ کا خیال آیا تو رونا شروع کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تمھیں کیوں رونا آیا؟ کہا: مجھے نار جہنم کا خیال آیا تو رونا نکل گیا، کیا روز قیامت آپ اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے؟ فرمایا: تین مقامات ایسے ہیں کہ کوئی کسی کو یاد نہ رکھے گا: میزان قائم ہوتے وقت، حتیٰ کہ پتا چل جائے کہ ترازو اٹھتا ہے یا برابر ہوتا ہے۔ نامۂ اعمال پکڑاتے وقت، یہاں تک کہ معلوم ہو جائے، دائیں ہاتھ میں دیا جاتا ہے، بائیں ہاتھ میں یا پیٹھ پیچھے سے پکڑایا جاتا ہے اور صراط کی جگہ، جب جہنم کے اوپر کھڑا کر دیا جائے گا (ابوداؤد، رقم ۴۷۵۵)۔

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت عائشہ رو رہی ہیں۔ فرمایا: تمھیں کس بات

نے رلا دیا؟ بتایا، مجھے دجال یاد آ گیا تو میں نے رونا شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا: اگر دجال میری زندگی میں آیا تو میں تم سب کا اس سے دفاع کروں گا (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۴۶۷)۔ حضرت ام سلمہ کی روایت میں اضافہ ہے کہ اگر وہ میری زندگی کے بعد آیا تو اللہ صالحین کے ذریعے سے تمھارا بچاؤ کرے گا (المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۹۰۷۲)۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ دو ماہ میں تین چاند طلوع ہوئے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں چولہا نہ جلا۔ راوی حدیث عروہ نے پوچھا: خالہ، آپ زندگی کیسے بسر کرتی تھیں؟ بتایا: کھجور اور پانی سے یا انصاری پڑوسیوں سے دودھ آ جاتا تھا (بخاری، رقم ۲۵۶۷۔ مسلم، رقم ۷۵۶۵)۔ دوسری روایت میں آگ نہ سلگنے کی مدت ایک ماہ بیان ہوئی۔ اس روایت میں قلیل مقدار میں گوشت پکنے کا ذکر بھی ہے (بخاری، رقم ۶۴۵۸۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۲۳۲)۔

حضرت عائشہ بتاتی ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے دن میں دو بار کھانا کھاتے تو ایک وقت کھجور ہی ہوتی (بخاری، رقم ۶۴۵۵)۔ آپ کا ارشاد ہے: جس گھر میں کھجور ہو، اس کے مکین بھوکے نہیں رہتے (مسلم، رقم ۵۳۸۶)۔ یہ بھی فرمایا: جس گھر میں کھجور نہ ہو، اس میں رہنے والے بھوکے رہتے ہیں (ابوداؤد، رقم ۳۸۳۱۔ ترمذی، رقم ۱۸۱۵)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: آل محمد نے جب سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے اور آپ کی وفات ہوئی، گندم کی روٹی لگاتار تین دن بھی نہیں کھائی (بخاری، رقم ۵۴۱۶)۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد میرے گھر کے طاق میں پڑی جو کی ایک تھیلی کے علاوہ کھانے کی کوئی شے نہ تھی۔ میں کئی دن یہ جو کھاتی رہی، (از راہ تجسس) میں نے اس کی مقدار جانچنے کی کوشش کی تو وہ جلد ختم ہو گیا (بخاری، رقم ۳۰۹۷۔ ترمذی، رقم ۲۴۶۷)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے لیے ایک سینگوں والا مینڈھا منگوایا جو چلنے، بیٹھنے اور دیکھنے میں سیاہ نظر آتا تھا، یعنی اس کے پاؤں، پیٹ اور آنکھوں کے گرد والا حصہ سیاہ تھے۔ ارشاد کیا: عائشہ، چھری لاؤ۔ پھر فرمایا: اسے پتھر سے رگڑو۔ حضرت عائشہ نے چھری تیز کر کے آپ کو دی تو آپ نے مینڈھے کو پہلو کے بل لٹایا اور 'باسم اللّٰہ، اللّٰھم تقبل من محمد و آل محمد و من أمة محمد' (اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہوں۔ اے اللہ، محمد کی طرف سے، ان کی آل اور امت کی طرف سے قبول کر لے) پڑھتے ہوئے ذبح فرما دیا (مسلم، رقم ۵۱۳۲۔ ابوداؤد، رقم ۲۷۹۲)۔

عابس بن ربیعہ نے حضرت عائشہ سے سوال کیا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے کہ عید الاضحیٰ کی قربانی کا

گوشت تین دن سے زیادہ کھایا جائے؟ انھوں نے جواب دیا: آپ نے ایسا حکم ارشاد کیا، جب لوگ قحط کا شکار تھے اور دیہات کے فاقہ کش عیدالاضحی منانے مدینہ چلے آئے تھے۔ آپ نے تین دن کی پابندی لگائی تا کہ مدینہ کے لوگ زائد گوشت ان غریبوں کو کھلا دیں۔ ہمارا حال تو یہ تھا کہ قربانی کے پائے سنبھال کر رکھتے اور کہیں پندرہ دن کے بعد کھاتے تھے۔ پوچھا گیا: ایسی کیا مجبوری ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ ہنسیں اور کہا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے کبھی برابر تین دن تک گیہوں کی روٹی اور سالن پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔ اسی حالت میں آپ کی وفات ہوئی (بخاری، رقم ۵۴۲۳)۔ حضرت عائشہ کی دوسری روایت اس طرح ہے: جب اگلا برس آیا، آپ سے درخواست کی گئی: یارسول اللہ، لوگ قربانی کیے ہوئے جانوروں سے بہت فائدہ اٹھایا کرتے تھے، ان کی چربی اکٹھی کرتے اور ان کی کھالوں کی مشکیں بنا لیتے تھے۔ فرمایا: میں نے تو مدینہ میں آنے والے خانہ بدوشوں (اور خشک سالی) کی خاطر منع کیا تھا۔ اب گوشت کھاؤ، صدقہ کرو اور ذخیرہ کرو (بخاری، رقم ۵۵۶۹۔ مسلم، رقم ۵۱۴۴۔ ابوداؤد، رقم ۲۸۱۲)۔

حضرت نسیبہ (ام عطیہ) انصاریہ کے پاس صدقے کی ایک بکری آئی تو انھوں نے حضرت عائشہ کو بھیج دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر آئے تو کھانے کا پوچھا۔ حضرت عائشہ نے بتایا: خیرات کی اسی بکری کا گوشت ہے جو نسیبہ نے بھیجا۔ آپ نے فرمایا: لاؤ! اب اس کا کھانا درست ہو گیا ہے، (یعنی ہمارے لیے وہ صدقہ نہیں رہا، ہدیہ بن گیا ہے۔ بخاری، رقم ۱۴۴۶۔ مسلم، رقم ۲۴۵۷)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہم سایہ ایرانی تھا جو شوربا بہت اچھا بناتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے شوربا تیار کیا اور آپ کو کھانے کی دعوت دینے آیا۔ آپ نے پوچھا: کیا عائشہ کے لیے بھی ہے؟ کہا: نہیں، فرمایا: تو میں نہیں آتا۔ دوسری بار بھی یہی مکالمہ ہوا۔ تیسری بار وہ دعوت طعام دینے آیا تو آپ کے استفسار پر بولا: ہاں، عائشہ کو بھی دعوت ہے۔ تب آپ جانے کے لیے لپکے (مسلم، رقم ۵۳۶۲)۔ حضرت عائشہ بھی اس شوربے میں رغبت رکھتی تھیں۔ قاضی عیاض کہتے ہیں: ممکن ہے کہ ایرانی نے اکیلے آپ کے کھانے کا اہتمام کیا ہو، اس لیے وہ حضرت عائشہ کو بلانے میں متامل ہوا، تاہم شبیر احمد عثمانی کا خیال ہے کہ اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ وہ حضرت عائشہ کے بارے میں سوءظن کا شکار ہو، اسی لیے آپ نے ان کی شمولیت پر اصرار کیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں نے ایک تکیہ خریدا جس پر تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اور اندر تشریف نہ لائے۔ میں نے چہرۂ مبارک پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھے تو توبہ کی اور پوچھا: مجھ سے کیا گناہ سرزد ہوا؟ سوال فرمایا: یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے کہا: یہ میں نے خریدا ہے تا کہ آپ

اس پر بیٹھیں اور اس سے ٹیک لگائیں۔ آپ نے فرمایا: روز قیامت تصاویر رکھنے والوں کو عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی تصویروں میں جان ڈالو۔ جس گھر میں تصویریں ہوں، اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے (بخاری، رقم ۲۱۰۵۔ مسلم، رقم ۵۵۸۴)۔ اس سے ملتا جلتا ایک واقعہ حضرت عائشہ ہی نے اس طرح بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں تشریف لے گئے تھے۔ میں نے آپ کی غیر موجودگی میں اپنے حجرے کے دروازے پر ایک پردہ لٹکا دیا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ آپ واپس لوٹے تو میں نے سلام کیا اور کہا: اللہ کا شکر ہے جس نے آپ کو عزت و اکرام سے نوازا۔ آپ نے پردے کو دیکھا اور سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ پھر اسے اتار پھینکا اور فرمایا: اللہ نے ہمیں حکم نہیں دیا کہ اس کے دیے ہوئے رزق سے پتھروں اور اینٹوں کو جامہ پہنائیں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں: میں نے پردے کو پھاڑ کر اس کے دو گدے (یا تکیے) بنا ڈالے جو گھر میں پڑے رہے اور آپ ان پر بیٹھا کرتے (بخاری، رقم ۲۴۷۹۔ مسلم، رقم ۵۵۷۱۔ ابوداؤد، رقم ۴۱۵۳)۔ دونوں احادیث کو ملا کر غور کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ تصاویر مقام اہانت میں ہوں تو شریعت ان سے تعرض نہیں کرتی۔ عینی کہتے ہیں کہ غالب امکان ہے کہ گدے بناتے ہوئے وہ تصویریں کٹ پھٹ گئی ہوں۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ایک روایت کے مطابق حضرت عائشہ نے گھر کے ایک طرف ایک پردہ لٹکا رکھا تھا (جس پر تصاویر نقش تھیں)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے ہٹا دو، اس پردے کی مورتیں مجھے دنیا یاد دلاتی ہیں اور نماز کی یکسوئی میں خلل ڈالتی ہیں (بخاری، رقم ۵۹۵۹۔ مسلم، رقم ۵۵۷۲۔ ترمذی، رقم ۲۴۶۸)۔ حضرت عائشہ ہی کی دوسری روایت کے مطابق آپ نے ایک چادر میں نماز پڑھی جس میں نقش و نگار تھے، فرمایا: یہ نقش و نگار میرا دھیان بٹاتے ہیں۔ ابوجہم عامر بن حذیفہ کی تحفہ کی ہوئی یہ چادر واپس دے آؤ اور مجھے ان کا انجان (شام کا ایک مقام، دوسرا نام: منبج) کا بنا ہوا سادہ کمبل لا دو (مسلم، رقم ۱۱۷۵۔ ابوداؤد، رقم ۹۱۴)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کا نماز میں کیا دھیان ہوگا، اس کے باوجود آپ نے منقوش و مصور اشیا کا پاس سے ہٹانا ضروری خیال فرمایا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کے لیے ایک وقت متعین کیا۔ معینہ وقت ہو گیا، لیکن جبریل علیہ السلام نہ آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی، اسے پھینکا اور فرمایا: اللہ اور اس کے فرشتے وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ (آپ نے ان کے نہ آنے کی وجہ معلوم کرنے کی کوشش کی تو) پتا چلا کہ آپ کی چارپائی کے نیچے کتے کا پلا ہے۔ حضرت عائشہ سے پوچھا: یہ کتا یہاں کب گھس آیا؟ بتایا: واللہ! مجھے علم نہیں۔ آپ کے حکم پر اسے نکال دیا گیا تو جبریل آئے اور کہا: ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے

جہاں کتا یا مورت ہو (مسلم، رقم ٥٥٦٢)۔ایسی ہی روایت ام المومنین حضرت میمونہ سے بھی مروی ہے (مسلم، رقم ٥٥٦٤)۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میرے ہاتھ میں چاندی کی بڑی بڑی انگوٹھیاں دیکھ کر پوچھا: عائشہ، یہ کیا؟ کہا: یا رسول اللہ، یہ میں نے آپ کے سامنے زیب وزینت اختیار کرنے کے لیے بنوائی ہیں۔ کیا تم نے ان کی زکوٰۃ ادا کر دی ہے؟ سوال فرمایا، جواب ملا: نہیں۔ فرمایا: یہ جہنم میں لے جانے کے لیے کافی ہیں (ابوداؤد، رقم ١٥٦٥)۔

دختر رسول حضرت فاطمہ کے ہاتھ چکی پیستے پیستے پھٹ گئے تھے۔ انھیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ جنگی قیدی آئے ہیں تو آپ سے ایک خادم کا تقاضا کیا۔ آپ نے ان کی بات نہ مانی تو حضرت عائشہ نے ان کی سفارش کی۔ آپ رات کے وقت ان کے پاس تشریف لائے تو یہ بستر میں پڑی تھیں۔ فرمایا: ''جب سونے کے لیے بستر میں داخل ہو تو چونتیس دفعہ 'اللّٰہ أکبر'، تینتیس بار 'الحمد للّٰہ' اور تینتیس دفعہ 'سبحان اللّٰہ' کہہ لو۔ یہ تمھارے مطالبے سے بہتر ہے'' (بخاری، رقم ٣١١٣۔ مسلم، رقم ٧٠١٥۔ ابوداؤد، رقم ٥٠٦٢)۔ ابن سیرین کی روایت کے مطابق ''اللّٰہ أکبر' اور 'الحمد للّٰہ' تینتیس تینتیس بار اور 'سبحان اللّٰہ' چونتیس بار کہنا چاہیے (بخاری، رقم ٦٣١٨)۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر آئے تو بڑے مسرور تھے، آپ کا چہرہ دمک رہا تھا۔ فرمایا: تم نے سنا نہیں! قیافہ شناس مجزز مدلجی نے زید اور اسامہ کے بارے میں کیا کہا؟ اس نے ان کے پاؤں دیکھے اور کہا: یہ دونوں پاؤں ایک دوسرے سے گہرا (نسبی) تعلق رکھتے ہیں (بخاری، رقم ٦٧٧٠۔ مسلم، رقم ٣٦٠٨۔ ابوداؤد، رقم ٢٢٦٧۔ ترمذی، رقم ٢١٢٩)۔

حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچھو، نظر بد اور پھپھولوں (چھاتی پر نکلنے والے آبلے یا erruptions جیسے herpes zoster) سے جھاڑ پھونک کرنے کی اجازت عطا فرمائی (ترمذی، رقم ٢٠٥٦) تو ربشتی کہتے ہیں کہ یہ اجازت ممانعت کے بعد دی گئی، جب اہل اسلام نے جھاڑ پھونک کے لیے استعمال ہونے والے جاہلانہ اور مشرکانہ کلمات ترک کر دیے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نظر بد کا دم کرنے کا حکم ارشاد کرتے تھے (بخاری، رقم ٥٧٣٨۔ مسلم، رقم ٥٧٧٣۔ ابن ماجہ، رقم ٥٥٥٧)۔ حضرت عائشہ ہی کی دوسری روایت سے دم کرنے کا طریقہ پتا چلتا ہے کہ جس کی نظر لگے، اسے وضو کرنے کو کہا جاتا ہے، پھر بقیہ پانی

سے نظر سے متاثرہ شخص کو نہانے کو کہا جاتا ہے اور اس کے لیے دعا کی جاتی ہے (ابوداؤد، رقم ۳۸۸۰)۔ شاہ ولی اللہ دہلوی اور مولانا امین احسن اصلاحی کہتے ہیں کہ اس روایت میں بیان کردہ عمل مستند ہے، لیکن ابن شہاب زہری نے اس پر جن ٹوٹکوں کا اضافہ کیا ہے، وہ یقیناً اوہام اور جبت ہیں۔

ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کو حضرت عائشہ کے گھر لے گئے۔ حضرت طخفہ بن قیس غفاری ان میں شامل تھے۔ فرمایا: عائشہ، ہمیں کھانا کھلاؤ۔ حضرت عائشہ نے گندم، گوشت اور کھجوروں سے بنا ہوا دلیا (حشیشۃ، تھولی) پیش کیا۔ اسے کھانے کے بعد آپ نے مزید طلب فرمایا تو وہ چکھنے کے لیے کھجور، ستو اور گھی سے بنایا ہوا حلوہ (حیسۃ) لے کر آئیں۔ اب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کچھ پلا بھی دو۔ حضرت عائشہ نے دودھ کا بڑا، پھر چھوٹا پیالہ بھیجا۔ طعام سے فارغ ہونے کے بعد اصحاب صفہ مسجد نبوی میں جا کر لیٹ گئے۔ حضرت طخفہ چھاتی میں درد کی وجہ سے پیٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے کہ آپ نے انھیں ٹھوکا دے کر فرمایا: اس طرح لیٹنے سے اللہ ناراض ہوتا ہے (ابوداؤد، رقم ۵۰۴۰)۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم ازواج سے فرمایا: میں اپنے بعد تمھاری بہت فکر رکھتا ہوں۔ تمھارا حق اہل صبر ہی ادا کر سکیں گے۔ پھر ارشاد کیا: ''میرے بعد یہ سچا اور نیک انسان، عبدالرحمٰن تمھارے ساتھ شفقت سے پیش آئے گا۔ اے اللہ! عبدالرحمٰن کو جنت کے چشمۂ سلسبیل سے سیراب کر'' (ترمذی، رقم ۳۷۴۹۔ مستدرک حاکم، رقم ۵۳۵۷)۔

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کم سن حضرت اسامہ کی ناک کی رینٹ صاف کرنے لگے تو حضرت عائشہ نے کہا: آپ رہنے دیں، میں پونچھ دیتی ہوں۔ فرمایا: عائشہ، اسامہ سے محبت کرو کیونکہ میں اس کو محبوب رکھتا ہوں (ترمذی، رقم ۳۸۱۸)۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الجامع المسند الصحیح المختصر (بخاری، شرکۃ دارالارقم)، المسند الصحیح المختصر من السنن (مسلم، شرکۃ دارالارقم)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (مقالہ، امین اللہ وثیر)۔

[باقی]